درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی دعاء الوالدین :

والدین کی بددعا کے بیان میں

والدین جس طرح کہ بچے کے لئے مہربان ہوتے ہیں اس طرح وہ حساس بھی ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح والدین کو بچے کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور وہ بچے کے آرام اور اس کی راحت کے لئے اپنا آرام اور راحت قربان کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان کو اپنے بچوں سے کچھ توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ والد یہ توقع رکھتا ہے کہ میرے بچے میرے تابعدار ہوں گے وہ میرا حکم مانیں گے، اور پوری وفاداری کے ساتھ میرے حقوق پدری بجالائیں گے اور جس طرح میں رحمت وشفقت کے ساتھ ان کی پرورش کی ہے، اس طرح وہ بھی میرے ساتھ متواضع اور مہربان ہوں گے۔ وہ میرے ساتھ سختی اور تند مزاجی سے پیش نہیں آئیں گے۔ والدین کی ان توقعات پر پورا اترنے کے لئے قرآن کریم نے اولاد کو یوں تعلیم دی ہے کہ:

وقضی ربک ألا تعبدوا الا إیاہ وبالوالدین إحسانا۔ إما یبلغن عندک الکبر أحدھما أو کلاھما فلا تقل لھما أف ولا تنھرھما وقل لھما قولاً کریما۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیراً (بنی اسرائیل: آیات ۲۳۔۲۴)

ترجمہ: اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اسی کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو، ان میں سے ایک یا دونوں، تو ان کو اف تک نہ کہنا، اور ان کو نہ جھڑکنا اور ان سے ادب (نرمی وعزت) کی بات کہنا، اور جھکا دے ان کے سامنے کندھے عاجزی کے، رحمت (اور مہربانی) سے۔ اور کہو! اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما، جیسا کہ (رحمت اور شفقت سے) انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی۔

پس ایسے میں اگر کوئی اولاد نافرمان نکلے اور والد کے ادب اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی

بجائے ان کے ساتھ سختی اور تند مزاجی سے پیش آئے۔ اور ان کو ڈانٹے‘ ان کو مارے‘ ان کو تکلیف دے‘ تو اس کی وہ تمام توقعات خاک میں مل جائیں گی جو انہوں نے اپنی اولاد سے رکھی تھیں اور اس سے ان کا دل ٹوٹ جائے گا۔ تو ایسی حالت میں اگر وہ بد دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی بد دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ اور اسی طرح نافرمان اولاد کو دنیا و آخرت کا خسارہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے مضطر اور شکستہ خاطر لوگوں کی دعا کو رد نہیں کرتا‘ بلکہ ضرور قبول فرمالیتا ہے۔ ایک روایت (حدیث قدسی) میں ہے۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم ”میں شکستہ خاطر لوگوں کے ساتھ ہوں“ یعنی ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ اس لئے والدین کی ایذا رسانی سے بچنا واجب ہے‘ اور ان کی بد دعا سے ڈرنا چاہیے‘ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اور باب کی حدیث میں یہی مضمون مذکور ہے۔

حدثنا علی بن حجر ثنا اسمعیل بن ابراھیم عن ھشام الدستوائی عن یحیی بن أبی کثیر عن أبی جعفر عن أبی ھریرۃ۔ قال قال رسول اللہ ﷺ: ثلاث دعوات مستجابات لاشک فیھن۔ دعوۃ المظلوم و دعوۃ المسافر ودعوۃ الوالد علی ولدہ۔ وقد روی الحجاج الصواف ھذا الحدیث عن یحیی بن أبی کثیر نحو حدیث ھشام و أبوجعفر الذی روی عن أبی ھریرۃ یقال ابو جعفر المؤذن و لانعرف اسمہ وقد روی عنہ یحیی بن أبی کثیر غیر حدیث۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین (قسم کی) دعائیں مقبول ہیں۔ ان کی مقبولیت میں کوئی شک نہیں‘ مظلوم کی دعا‘ مسافر کی دعا‘ اور والد کی بد دعا اپنی اولاد کے حق میں۔

<u>مظلوم‘ مسافر اور والدین کی قبولیت دعا کی وجہ:</u> ان تین قسم کی دعاؤں کی قبولیت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دراصل مخلوق کے سہاروں سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کا سہارا لیتے ہیں۔ مظلوم عموماً اس وقت مظلوم بن جاتا ہے جب اس کے پاس مادی اور افرادی قوت نہ رہے جس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو ظالم کے ظلم وستم سے بچا سکے۔ اگر اس کے پاس قوت ہوتی‘ پہلے تو ظالم ظلم کرنے کی جرأت نہ کرتا‘ اور اگر بالفرض وہ ظالم کرتا تو مظلوم اپنی قوت سے ظلم کا دفاع کرتا۔ لیکن جب ظالم اس کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتا ہے اور اس کے پاس ظالم کو دفع کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہوتی تو فطری لحاظ سے اس کی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی غیبی طاقت کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے‘ اور اس حالت میں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا مددگار اور مشکل کشا جان کر اسی کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمالیتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں اس مؤمن کی توحید‘ کامل ہو جاتی ہے‘ اور وہ پورا موحد بن جاتا ہے‘ اس لئے کہ حقیقی توحید یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف نہ کرے‘ اور امید بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے نہ رکھے‘ کسی سالک نے کیا خوب فرمایا

موحد چہ بر پائے ریزی زرش　　چہ فولاد ھندی نہی بر سرش

امید وہراسش نہ باشد زکس بریں است بنیاد توحید وبس

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ ایک روایت میں آتا ہے

إتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب. (الحديث) مظلوم کی بدعا سے بچتے رہو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ نہیں ہوتا یعنی مظلوموں کی بددعا براہ راست اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر مقبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درحق بہر استقبال مے آید

مسافر کی دعا: اسی طرح مسافر بھی دیارِ غیر میں اپنے مال ومتاع اور اپنی قوم وقبیلہ سے دور ہوتا ہے۔ وہ جب کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے یا کوئی مصیبت اس کو پیش آتی ہے تو اس تکلیف اور مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ مال ودولت اور اپنی قوم وقبیلہ کا سہارا نہیں لے سکتا' اس وقت وہ تمام مادی چیزوں سے مایوس ہوتا ہے' کیونکہ اس کو مادی چیزوں تک رسائی نہیں ہوتی' پس ایسی حالت میں خود بخود فطرت بیدار ہو جاتی ہے' اور عقیدہ توحید کامل ہو جاتا ہے' اور وہ اپنے حقیقی خالق ومالک کو اپنا مددگار سمجھ کر اسی کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے' اور مخلوق کے تمام سہاروں سے اور تمام مادی چیزوں سے بے نیاز ہو کر ایک اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑنا دراصل توحید کامل ہے۔

ہو جائے اگر ساری خدائی بھی مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اور یہی عقیدۂ توحید دراصل دین فطرت ہے جس پر انسانوں کی خلقت ہوئی ہے لیکن پھر بعض بدبخت انسان برے ماحول کی وجہ سے اس فطری دین سے علیحدہ ہو کر الگ راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے' كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه۔ (الحديث)

''ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتا ہے''

غرض جب مسافر دیگر سہاروں سے منقطع ہو کر ایک باری تعالیٰ کو پکارتا ہے' اگرچہ اضطراری طور پر ہو' پس اللہ تعالیٰ کی غیور ذات اس کی دعا کو ضرور قبول کر لیتا ہے۔

والد کی بددعا: اسی طرح والد کی بددعا اولاد پر' یہ بھی اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے' کیونکہ اگر والد کے لئے مخلوق میں کوئی سہارا ہے تو وہ اس کی اولاد ہے' کوئی اور آدمی اس کے ساتھ ظلم کرتا ہے تو اس کے بچے اس کی مدد کے لئے حاضر ہوتے ہیں' اور اس کی جانب سے ظالم کا مقابلہ کرتے ہیں' لیکن جن بچوں کے ساتھ والد کے توقعات وابستہ تھے۔ اور وہ ان کو اپنا سہارا سمجھ رہا تھا' وہ خود ظالم بن کر باپ کے ساتھ ظلم کرنے لگتا ہے' تو پھر کون ہے باپ کے واسطے جو اس کی مدد کرے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ جب پیار وشفقت سے پالا ہوا بیٹا جب دشمن بن جائے تو اور کون ہے جو کام

آوے۔ پس بے بس اور ضعیف باپ جب اپنے بچوں کی طرف سے دل آزردہ ہو جائے تو وہ دنیا کے تمام سہاروں سے منقطع ہو کر ایک اللہ تعالیٰ کا سہارا لے کر اسی کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمالیتا ہے۔ لہذا والدین کی دل آزاری سے بچنا چاہیے۔ ورنہ ان کی بددعا دینے کی وجہ سے دنیا و آخرت کی تباہی ہوگی۔

باب ماجاء فی حق الوالدین :

والدین کے حق کے بیان میں

اس باب میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ والدین کا حق اولاد پر بہت زیادہ ہے' کوئی یہ نہ سمجھے کہ والدین کا حق صرف کپڑا' روٹی وغیرہ ہے کہ ان کو روٹی دے دی جائے' ان کو ایک جوڑا کپڑا دیا جائے تو یہی ان کا حق تھا' اور ہم نے ان کے احسان کا بدلہ چکا دیا' والدین کے احسان کا بدلہ دینے کی صرف یہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی اولاد اپنے والد کو کسی کا غلام پاوے۔ اور پھر اس کو قیمتاً خرید کر آزاد کر دے۔ اس کے علاوہ جتنا احسان بھی والدین کے ساتھ کیا جائے وہ ان کے احسانات کا پورا بدلہ نہیں ہو سکتا۔

حدثنا احمد بن محمد بن موسیٰ ثنا جریر عن سھیل بن أبی صالح عن أبیہ عن أبی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ : لایجزی ولد والداً إلا أن یجدہ مملوکاً فیشتریہ۔ فیعتقہ۔ ھذا حدیث حسن صحیح لانعرفہ ألا من حدیث سھیل بن أبی صالح وقد رویٰ سفیان الثوری وغیر واحد عن سھیل ھذا الحدیث۔

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی بچہ اپنے باپ (کے احسانات) کا بدلہ نہیں دے سکتا' مگر (صرف ایک صورت میں اور وہ) یہ کہ وہ اسکو غلام پاوے' پھر اس کو خرید کر آزاد کر دے۔

خرید کر آزاد کر دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ باپ کو خریدنے کے بعد' اس کو انت معتق "تو آزاد ہے" وغیرہ کا الفاظ کہہ کر اسے آزاد کر دیگا کیونکہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ خریدتے ہی وہ خود بخود آزاد ہو جاتا ہے چاہے بیٹے کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ من ملک ذا رحم محرم منہ عتق علیہ (الحدیث) کہ جو شخص اپنے رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا۔

<u>حیات دنیوی کا بدلہ حیات معنوی سے:</u> "جو بھی شخص ذی رحم محرم کا مالک بن جائے تو وہ اس پر آزاد ہو جاتا ہے" لہذا خرید کر آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ باپ کو اس نیت سے خریدے کہ وہ آزاد ہو جائے' پس اس کا کام دراصل صرف خریدنا ہے' آزاد کرنا اس کا کام نہیں' بلکہ وہ پھر خود ہی آزاد ہو جاتا ہے' لیکن چونکہ اس کا اپنے باپ کو خریدنا اس کے آزاد کرنے کی غرض سے ہے۔ اور اس کا یہ خریدنا سبب ہے اس کے آزاد ہونے کی اس وجہ سے باپ کی آزادی بھی اس کی طرف منسوب ہوئی اور کہا گیا کہ وہ جب باپ کو خرید کر آزاد کر دے تو اس (کے احسانات) کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔

اور باپ کو خرید کر آزاد کرنے سے اس کا بدلہ ادا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ باپ اولاد کی حیات کا سبب بن گیا ہے کہ وہ باپ کے نطفہ سے پیدا ہو چکا ہے۔ ظاہر کے اعتبار سے اگر باپ نہ ہوتا تو اولاد کو حیات اور زندگی نصیب نہ ہوتی گویا کہ اولاد اپنے زندہ ہونے میں باپ کے مرہون منت ہیں۔ اگر اولاد والد کے ساتھ ہزار احسانات کرے تب بھی اس احسان کا بدلہ پورا نہیں ہو سکتا۔ بجز اس صورت کے کہ باپ کسی کا غلام ہو اور بچہ اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ کیونکہ غلام بھی معنوی موت مرا ہوا ہوتا ہے۔ اور رقیت معنوی موت ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا' بلکہ وہ خود غیر کا مملوک ہوتا ہے' اور کپڑے برتن وغیرہ متاع کی طرح بیچا اور خریدا جا سکتا ہے۔ اور انسان کے لئے یہی حالت موت کے برابر ہے' پس بچہ جب اس کو خرید کر آزاد کر دے' تو بچے نے اس کو مملوکیت سے نکال کر مالک بنا دیا' اور معنوی موت سے اس کو زندگی بخش دی' اور جس طرح باپ بیٹے کی حقیقی حیات کا سبب بن چکا تھا' اسی طرح بیٹا بھی باپ کی حیات معنوی کا سبب بنا' پس اس صورت میں گویا بیٹے نے باپ کا بدلہ چکا دیا اور اسی صورت میں باپ کا بدلہ صحیح طور پر ادا ہو جاتا ہے اور بس۔

باب ماجاء فی قطیعة الرحم :

رشتے توڑنے کے بیان میں

قطیعۃ قطع سے ماخوذ ہے' قطع عام ہے بمعنی توڑنے کے' اور قطیعہ خاص ہے' قرابتداروں کے ساتھ رشتہ توڑنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اور رَحِم چونکہ تمام رشتوں کے بننے کے لئے مرکز ہے' رحم ہی کے بدولت بھائی' بہن ماں' بیٹا' خالہ اور ماموں وغیرہ بن جاتے ہیں' اس وجہ سے ان قرابتوں کو رحم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حدثنا ابن أبي عمر' و سعيد بن عبدالرحمن المخزومي قالا ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن أبي سلمة قال اشتكى أبو الدرداء فعاده' عبدالرحمن بن عوف فقال خيرهم و أوصلهم ماعلمت أبومحمد فقال عبدالرحمن سمعت رسول الله ﷺ يقول: قال الله تبارك و تعالى: أنا الله و أنا الرحمن خلقت الرحم وشققت لها من اسمي فمن وصلها وصلته ومن قطعها بتته. وفي الباب عن أبي سعيد و ابن أبي أوفى وعامر بن ربيعة وأبي هريرة وجبير بن مطعم حديث سفيان عن الزهري حديث صحيح وروى معمر عن الزهري هذا الحديث عن أبي سلمة عن ردّ اد الليثي عن عبدالرحمن بن عوف ومعمر كذا يقول. قال محمد وحديث معمر خطاء

ترجمہ: حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابوالدرداؓ بیمار ہو گئے تو عبدالرحمان بن عوفؓ ان